عمار خان کا نیا اِسلام اَور اُس کی سرکوبی

﴿ حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب مدظلہم ﴾

نوٹ : یہ تحریر حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب مدظلہم نے اپنی کتاب ''عمار خان کا نیا اِسلام'' کے پیش لفظ کے طور پر لکھی ہے۔

متجدِدین (Modernists) میں سے جاوید غامدی کو کچھ ناسمجھ لوگوں میں مقبولیت حاصل ہوئی جس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ اِن کی گمراہیوں کو نہ سمجھ سکے۔ جاوید غامدی بات کرتے ہیں تو قرآن وحدیث کے حوالے دیتے ہیں جس سے سننے والے یہ تأثر لیتے ہیں کہ یہ منکر حدیث نہیں ہیں۔ اِن کی خرافات کو سمجھنے کے لیے ہمارے کتابچے ''تحفۂ غامدی'' کا مطالعہ کیجئے، بعض اَور حضرات نے بھی غامدی صاحب کی گمراہیوں کو کھولا ہے۔

مقامِ عبرت ہے کہ جاوید غامدی باقاعدہ عالم نہیں ہیں لیکن دو چار وہ اَفراد جو معروف مدرسوں کے پڑھے ہوئے ہیں اُنہوں نے بھی غامدی صاحب کی بارگاہِ عقیدت میں سر جھکا کر اَپنے علم کو اُن پر فدا کر دیا ہے۔ اُن میں سے ایک غامدی صاحب کے شاگردِ رشید مولوی عمار خان ناصر ہیں جو مشہور ومعروف مولانا زاہد الراشدی صاحب کے صاحبزادے ہیں۔ عمار خان، جاوید غامدی کو ہم عصر اہلِ علم میں سے شمار کرتے ہیں اَور اُن کے بے باک ترجمان ہیں۔ دونوں یہ چاہتے ہیں کہ اِسلام کا نیا اَیڈیشن لوگوں میں پھیلائیں۔ مولوی عمار خان چونکہ مولوی بھی ہیں اِس لیے وہ علم کے نام پر ایک تو علماء کے اَندر اِنتشار پیدا کرنے میں لگے ہوئے ہیں اَور دُوسرے عوام کو اہلِ حق علماء سے برگشتہ کرنے کے شغل کو بھی اِختیار کیے ہوئے ہیں۔ مولانا زاہد الراشدی صاحب اِن کے پشت پناہ ہیں اَور اَپنا عذر (excuse) وہ یوں پیش کرتے ہیں :

''آج کے نوجوان اہلِ علم جو اِسلام کے چودہ سو سالہ ماضی اَور جدید گلوبلائزیشن کے ثقافتی ماحول کے سنگم پر کھڑے ہیں وہ نہ ماضی سے دَستبردار ہونا چاہتے ہیں اَور نہ مستقبل کے ناگزیر تقاضوں سے آنکھیں بند کرنے کے لیے تیار ہیں۔ وہ اِس کوشش میں ہیں کہ ماضی کے علمی وِرثہ کے ساتھ وابستگی برقرار رکھتے ہوئے قدیم و جدید میں تطبیق کی کوئی قابلِ قبول صورت نکل آئے مگر اُنہیں دونوں جانب سے حوصلہ شکنی کا سامنا ہے اَور وہ بیک وقت قدامت پرستی اَور تجدد پسندی کے طعنوں کے ہدف ہیں۔ مجھے اُن نوجوان اہلِ علم سے ہمدردی ہے میں اُن کے دُکھ اَور مشکلات کو سمجھتا ہوں اَور اُن کی حوصلہ اَفزائی کو اپنی دینی ذمہ داری سمجھتا ہوں صرف ایک شرط کے ساتھ کہ اُمت کے اِجماعی تعامل اَور اہل السنۃ والجماعۃ کے علمی مسلّمات کا دائرہ کراس نہ ہو کیونکہ اِس دائرے سے آگے بہرحال گمراہی کی سلطنت شروع ہو جاتی ہے۔'' (حدود و تعزیرات، مصنفہ عمار خان ص 13)

جاوید غامدی اَور عمار خان مولانا زاہد الراشدی صاحب کے معیار پر کس قدر پورے اُترتے ہیں مولانا کو اِس بارے میں اپنی ذمہ داری کا اِحساس تک نہیں ہے۔ ہوسکتا ہے کہ وہ اِس خوش فہمی میں مبتلا ہوں کہ یہ نوجوان حق کے طالب ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ عمار خان ہی کی تحریریں پڑھیے تو معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ اپنے اَفکار میں پختہ اَور جامد ہیں، حق طلبی سے اِنہیں دلچسپی نہیں ہے اَور اُن کی اَصل غرض جاوید غامدی کے اَور اَپنے اَفکار کی اِشاعت ہے۔ اَور کیوں نہ ہو جبکہ جاوید غامدی صاحب تقدیر کا یہ اَٹل فیصلہ سنا چکے ہیں کہ

''اِس گروہ (یعنی طبقہ دیوبند) کی عمر پوری ہو چکی، اِس کی مثال اَب اُس فرسودہ عمارت کی ہے جو نئی تعمیر کے وقت آپ سے آپ ویران ہو جائے گی۔ آنے والے دَور کی اِمامت دَبستانِ شبلی ہی کے لیے مقدر ہے۔'' (مقامات : ص 21)

یہ لوگ آزاد غور و فکر کا طبل بجاتے ہیں لیکن دُوسرا کوئی حق بات ہی کیوں نہ بتائے یہ اِن کو گوارا نہیں اَور اِن کی کوشش یہ ہے کہ جھوٹ یا سچ جیسے بھی ہو اُس کی بات کو ٹال دیا جائے یا مرُدود بنا دیا جائے۔ اہلِ علم اَور اہلِ حق میں سے کوئی کچھ کہہ بیٹھے اَور اُس میں رائی برابر بھی کچھ کہنے کی گنجائش مِل جائے تو رائی کا پہاڑ بنا کر پیش کریں اَور اہلِ حق کے خلاف خوب پروپیگنڈا کریں۔

آزاد غور و فکر کے لیے عمار خان کو جاوید غامدی کی شاگردی اِختیار کرنا پڑی۔ ظاہر ہے کہ آزادانہ غور و فکر کے لیے ایسے لوگوں کی شاگردی ضروری ہے جو غور و فکر میں آزاد ہیں اَور اُصول و فروع اِیجاد کرنے میں ائمہ مجتہدین کے اُصول کے پابند نہیں۔ اِسی آزادانہ غور و فکر کے نتیجے میں حاصل ہونے والے کچھ اُصول اپنی کتاب ''حدود و تعزیرات'' میں ذکر کیے ہیں۔ اُن کا جواب ہم نے اپنے ایک کتابچے بنام ''مقامِ عبرت'' میں شائع کیا پھر اللہ تعالیٰ کے کرنے سے ایسے حالات بنے کہ عمار خان کے اَور مضامین کے خلاف بھی لکھنا پڑا۔ اَب اِس کا داعیہ پیدا ہوا کہ اِن سب مضامین کو یکجا شائع کیا جائے۔ اِس داعیے کو دیکھتے ہوئے ضرورت محسوس ہوئی کہ ''مقامِ عبرت'' میں ہم نے اِختصار سے کام لیا تھا جس کا عمار خان نے غلط فائدہ اُٹھایا لہٰذا اُس کی جگہ ایک ایک بات کو تفصیل سے لکھا جائے، اِس طرح ''مقامِ عبرت'' کا دُوسرا اَیڈیشن وجود میں آیا۔

مولانا زاہد الراشدی صاحب سے ہمیں شکوہ ہے کہ جب وہ سنت کا وہ معنی لیتے ہیں جو چودہ سو سال سے چلا آرہا ہے اَور جب اِجماعی تعامل اَور اہلِ سنت کے مسلّمات کے وہ قائل ہیں تو اُنہیں اَندازہ تو ہوگا کہ عمار خان کی کون سی بات درست ہے اَور کون سی غلط ہے۔ لیکن مولانا اپنی رائے دینے کے بجائے آزاد غور و فکر کے نام پر دُوسروں کو لڑا کر اَور اُلجھا کر خود تماشا دیکھتے ہیں۔

مولانا کو جاوید غامدی اَور عمار خان سے ہمدردی ہے لیکن دُوسرے عام و خاص مسلمانوں سے اَور دینِ حق سے وہ اِس طرح ہمدردی کا اَور حدیث '' اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ '' پر کلی عمل کا مظاہرہ نہیں کر رہے حالانکہ عمار خان نے ذرا ذرا سی مثالیں دے کر کسی بھی مناسبت کے بغیر محض اپنے اِجتہاد کے لیے ہادم دین ضابطے نکالے ہیں۔

عمار خان کے خود تراشیدہ ضابطے :

ذرا غور کیجئے ! عمار خان نے مندرجہ ذیل ضابطے نکالے ہیں جن کی بنیاد پر کوئی مجتہد یا متبحر نہیں بلکہ خود عمار خان اَور جاوید غامدی اِجتہاد و اِستنباط کر بھی چکے ہیں اَور مزید کرنا چاہتے ہیں، اُن کے اِیجاد کردہ قواعد وضوابط یہ ہیں :

1۔ ''مقبول و مرفوع حدیث سے ایک حکم ثابت ہے۔ اِس کے علم کے باوجود اِجتہاد و اِستنباط کر کے اُس سے مختلف حکم اِختیار کیا جا سکتا ہے۔''

عمار خان کے اِس قاعدے اَور ضابطے سے سنت وحدیث کی تشریعی حیثیت جاتی رہتی ہے۔

2۔ ''قران مجمل کی خود تعیین کرے تو وہ شرعی واَبدی ہے اَور جو تعیین حدیث سے ہو وہ محض عرف پر مبنی ہے شرعی واَبدی نہیں ہے۔''

عمار خان کے اِس ضابطے کی قرآن وحدیث اَور صحابہ میں کوئی دلیل نہیں۔ عمار خان اَور جاوید غامدی نے محض اپنی عقل سے یہ ضابطہ بنالیا ہے۔ اِس کی وجہ سے عمار خان منکرین حدیث کے قریب ہو گئے ہیں جو اِس بات کے قائل ہیں کہ قرآن کی تشریح ہر دَور کے تقاضوں کے مطابق ہوگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دَور کے مطابق کی اَور بعد والے اَپنے دَور کے مطابق کریں گے۔

3۔ ''اِجماع سکوتی محض ظنی ہے اَور ظنی دَرجے کی یہ حجت یہ دَرجہ ہرگز نہیں رکھتی کہ اُس کی بنیاد پر قرآن وسنت سے براہِ راست اِستنباط کا دَروازہ بند کر دیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ اَکابر اہلِ علم کے سامنے کوئی ایسا علمی سوال آ جائے یا کوئی ایسا عملی مسئلہ اُٹھ کھڑا ہو جس کے لیے خود نصوص کی طرف رُجوع کرنے کی ضرورت پیش آ جائے تو وہ ''مزعومہ اِجماع'' کو ایک طرف رکھتے ہوئے قرآن وسنت کے براہِ راست مطالعے کی بنیاد پر اُس سوال اَور اِشکال یا علمی مسئلے کے حل کے لیے نئی تعبیر یعنی نیا حکم پیش کرتے ہیں۔''

ہم کہتے ہیں کہ اَکابر اہلِ علم کی عملی روِش کیا یہی ہے ؟ ایسا بالکل نہیں ہے جیسا کہ ہم آگے

اِس کو بیان کریں گے۔

4۔ ''یہ معلوم کرنا ممکن نہیں کہ صحابہ و تابعین نے کون سی متعین رائے کس اِستدلال کی بنیاد پر اِختیار کی تھی۔''

ہم کہتے ہیں کہ تابعینؒ صحابہؓ کے باقاعدہ شاگرد تھے اَور اُن کے بعد بھی تعلیم و تعلم کا نظام تسلسل سے چلا اَور تابعین ہوں یا تبع تابعین اُن کے بڑے حضرات مجتہد بنے۔ یہ بات اِستدلال کو سیکھے بغیر محض تقلید سے حاصل نہیں ہوتی اَور عام طور سے متبحرین یا مجتہدین فی المذہب اپنے اَساتذہ کے دلائل سے اُن کا اِستدلال سمجھ لینے کی لیاقت رکھتے تھے۔ لیکن عمار صاحب اَب نئے سرے سے نصوص پر غور کریں گے، اپنے اِستدلال کو بنیاد بنائیں گے اَور جو حکم سامنے آئے گا اُس کو لیں گے اَور اَگر اِجماع اُس کے مزاحم ہوگا تو اُس کو بھی نظر اَنداز کر دیں گے۔

5۔ ''صحابہ و تابعین کی آراء اَور اُن کے فتاوٰی کا ایک مخصوص عملی پس منظر تھا یعنی اُس وقت مخصوص سماجی اَور معاشی حالات پیش نظر تھے جن سے علیحدہ کر کے اُن اَحکام کو صحیح طور پر سمجھنا ممکن نہیں۔ اَور چونکہ وہ مخصوص عملی پس منظر بدل چکا ہے لہٰذا جو حکم پہلے دَور میں سمجھا جاتا تھا وہ اَب اِس طرح سے سمجھا نہیں جا سکتا، اِس لیے ہمیں اپنے نئے پس منظر میں اَحکام کو معلوم کرنا ہوگا۔''

ہم کہتے ہیں کہ یہ بات بھی منکرین حدیث والی ہے۔

6۔ ''فقہ و تفسیر کا جو ذخیرہ دَورِ اَوّل کا ملتا ہے وہ کسی طرح بھی قرآن و سنت کے کل علمی اِمکانات کا اِحاطہ نہیں کرتا اِس لیے اپنے آپ کو اُن فقہی و تفسیری آراء کا نہ تو پابند کرنا درست ہے اَور نہ اُن کو قانون سازی کا مأخذ بنانا درست ہے بلکہ حالات کی تبدیلی میں قانون سازی کا اَصل مأخذ نصوص ہی قرار پاتے ہیں۔

غرض ائمہ فقہاء کی آراء معیار نہیں بلکہ جو اُمور معیار ہیں وہ یہ تین چیزیں ہیں :

(i) مزاج (ii) شرعی نصوص اَور (iii) نئے حالات کے تحت نئے اَحکام۔''

ہم کہتے ہیں کہ لیجئے سب حجتوں سے جان بخشی ہوئی اَور اَب عمار خان ہیں اَور نصوص ہیں، وہ اُن کی جیسے چاہے جوڑ توڑ کریں اَور جو چاہیں اُن کی شکل بنائیں۔ پہلوں کی تو آراء تھیں اِس لیے معیار نہیں تھیں اِس دعوے کے مفہومِ مخالف سے یہ نکلا کہ عمار خان اَور جاوید غامدی جو کچھ کہیں گے وہ رائے نہیں ہوگی وحی کے دَرجے کی چیز ہوگی۔

7۔ ''عمار خان حدیث کو علی الاطلاق ضعیف کہہ کر اُس کی اہمیت کو گھٹاتے ہیں مثلاً وہ حدیث جس میں عورت کی دیت کو مرد کی دیت کا نصف قرار دیا ہے۔''

عمار خان اُس کو ضعیف کہتے ہیں حالانکہ بعض قرائن وحالات میں ضعیف حدیث واجب العمل ہوتی ہے اَور عورت کی نصف دیت والی حدیث کا بھی ایسا ہی معاملہ ہے۔

8۔ ''غیر صحابی پر صحابی کی تقلید واجب نہیں ہے۔''

ہم کہتے ہیں کہ یہ مسئلہ مجتہدین کے نزدیک اِختلافی ہے یہاں تک کہ خود حنفیہ کے ہاں بھی۔ پھر اِس مسئلہ کے ایک پہلو کے اِظہار سے عمار خان کا کیا مقصد ہے ؟

تنبیہ 1 :

عہدِ رسالت کے بھلے مانس لوگوں پر بہتان لگانا جائز ہے۔عمار خان لکھتے ہیں :

''ممکن ہے مولانا محترم (عبدالواحد) کا یہ مفروضہ منافقین کے بارے میں درست ہو لیکن جہاں تک مخلص اَور خدا ترس اہلِ اِیمان کا تعلق ہے تو مستند روایات کی رُو سے وہ ایسا کرنے کی (یعنی زِنا کے اَڈے چلانے کی، مستقل یاری آشنائی کرنے کی اَور زِنا بالجبر کرنے کی) پوری پوری جرأت رکھتے تھے۔''

تنبیہ 2 :

یہ مذکورہ چند ضابطے بطورِ نمونہ اُن ضابطوں میں سے ہیں جو عمار خان ناصر نے اپنی کتاب ''حدود وتعزیرات'' میں ذکر کیے ہیں اَور جن کو وہ تلبیس سے کام لیتے ہوئے اہلِ سنت کے ضابطے قرار دیتے ہیں۔ جن اہلِ علم حضرات کو جاوید غامدی اَور عمار خان جیسوں سے ہمدردی ہے کیا وہ اِن اُصول

وضوابط کو اُن مقاصد سمیت جو یہ لوگ بتاتے ہیں اہلِ سنت کے اُصول وضوابط مانتے ہیں ؟ عمار خان کے بتائے ہوئے اِن ضابطوں پر ہم آگے تفصیل سے کلام کریں گے۔

ہم اُن اہلِ علم حضرات سے کیا یہ توقع رکھنے میں حق بجانب ہیں کہ یہ تاویلوں کے چکر میں پڑنے کے بجائے حق کو حق کہیں اَور باطل کو باطل کہیں۔ تاویل اُن لوگوں کے کلام میں کی جاتی ہے جو اہلِ سنت ہوں، اہلِ حق ہوں اَور تسلیم شدہ اہلِ علم ہوں۔ جبکہ عمار خان سے بحالاتِ موجودہ جس طرح کی ہمدردی کی جارہی ہے اَور جس طرح اُن کا دفاع کیا جارہا ہے وہ اِس حدیث کا مصداق ہے مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَقَدْ اَعَانَ عَلٰی هَدْمِ الْاِسْلَامِ .

علاوہ اَزیں یہ حقیقت بھی مدنظر رکھنا ضروری ہے کہ ہمارے علاقوں میں فقہ حنفی کا رواج ہے اَور اُسی کے اُصول وفروع پڑھنے پڑھانے کا معمول ہے۔ لٰہذا علماء کے ذہنوں میں بھی حنفی اُصول ہی نقش ہوتے ہیں اَور یہ کوئی نقص نہیں ہے۔ جو حضرات زیادہ فقہی ذوق رکھتے ہیں وہ دیگر فقہوں کا بھی علم حاصل کر لیتے ہیں۔ اِس لیے اَگر عمار خان پر کوئی فقہ حنفی کے اُصول وفروع کی رُو سے اِعتراض کرے تو اُس کی روِش غلط نہیں درست ہے اَور عمار خان کو کچھ حق نہیں کہ وہ اُن پر کسی بھی قسم کا اِعتراض کریں یا پھبتیاں کسیں۔

عمار خان کے پھبتیاں کسنے کی اَور بلاوجہ کا اِعتراض کرنے کی ایک مثال یہ ہے، وہ لکھتے ہیں :

''دینی مدارس کے طلبہ واَساتذہ کے متعلق عام طور پر یہ شکایت کی جاتی ہے کہ وہ جدید علوم سے واقفیت حاصل نہیں کرتے اَور نتیجتاً دَورِ جدید کے ذہنی مزاج اَور عصری تقاضوں کے اِدراک سے محروم رہ جاتے ہیں۔ یہ بات اپنی جگہ درست ہے لیکن میرے نزدیک اِس طبقے کا زیادہ بڑا اَلمیہ یہ ہے کہ یہ خود اپنی علمی روایت، وسیع علمی ذخیرے اَور اپنے اَسلاف کی آراء واَفکار اَور متنوع تحقیقی رُجحان سے نابلد ہے۔ اِس علمی تنگ دَامنی کے نتیجے میں اِس طبقے میں جو ذہنی روّیہ پیدا ہوتا ہے وہ بڑا دلچسپ اَور عجیب ہے۔

یہ حضرات اپنے محدود علمی ماحول میں جو باتیں سنتے اَور مطالعے کے لیے اپنے اَساتذہ کی طرف سے بڑی اِحتیاط سے منتخب کردہ کتب میں جو چیزیں پڑھتے ہیں اُس کے علاوہ اِنہیں ہر چیز گمراہی اَور بے راہ روِی محسوس ہوتی ہے اَور یہ غیر شعوری طور پر نہیں ہوتا بلکہ اِس کی باقاعدہ ذہن سازی کی جاتی ہے۔ میرا بارہا کا تجربہ ہے کہ کوئی علمی بات یا نکتہ اِس ماحول کے تربیت یافتہ حضرات کے سامنے پیش کیا جائے تو پہلے کہیں پڑھا یا سنا نہ ہونے کی وجہ سے اُن کا فوری تأثر یہ ہوتا ہے کہ یہ تو اَکابر سے ہٹ کر دین میں ایک ''نئی بات'' کہی جا رہی ہے اَور اگر معاملہ ذرا حساسیت کا حامل ہو تو فورًا اُس پر گمراہی اَور ضلالت کے فتوے بھی لگنے شروع ہو جاتے ہیں۔ [۱] اِس اِمکان کی طرف اُن کا ذہن متوجہ ہی نہیں ہوتا کہ ایسی کسی بات پر کوئی ردِّعمل ظاہر کرنے سے پہلے ماضی کے علمی ذخیرے کی مراجعت کرتے ہوئے اِس بات کی تحقیق کر لی جائے کہ ہم نے جو بات اَب تک پڑھ یا سن رکھی ہے اُس سے مختلف بھی کوئی رائے اُس ذخیرے سے ملتی ہے یا نہیں ؟ یوں یہ حضرات اپنے اِردگرد کے چند گنے چنے اَکابر سے سنی ہوئی باتوں کو ہی علم کی کائنات سمجھتے اَور کوئی بھی نئی بات سامنے آنے پر اَپنے اَپنے حوصلے اَور وسعتِ ذہن کے مطابق اُس پر گمراہی، تحریف اَور تاویل باطل وغیرہ کے فتوے جڑنے میں ذرا جھجک محسوس نہیں کرتے۔'' (ماہنامہ اَلشریعہ جون 2013 ص:27)

---

[۱] یہ عمار خان کا بارہا کا اَپنا تجربہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ عمار خان نے اِن حضرات کے سامنے ایسی باتیں رکھی تھیں۔ عمار خان کو اَیسا تجربہ کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی اَور اُن کا مقصد کیا تھا ؟ عمار خان نے اَپنے آپ کو اَور اپنی وسعت علمی کو سند (Authority) کیسے سمجھ لیا ؟ (عبدالواحد غفرلہٗ)

نوٹ : عمار خان نے دینی مدارس کے طلبہ و اَساتذہ پر کم علمی اَور اَپنے علمی ذخیرے سے عدم واقفیت کی پھبتی کسی ہے۔ یہ حضرات کم علمی کے باوجود اَپنے دائرے میں رہتے ہوئے عام طور سے دیانتداری سے فتوے جڑتے ہیں۔ لیکن عمار خان تو اپنی گمراہی پھیلانے کے لیے قواعد خود گھڑ کے اُن کو اہلِ سنت کی طرف منسوب کرتے ہیں اَور دھوکہ اَور فریب سے کام لینے میں ذرا نہیں جھجکتے۔ آگے ہم عمار خان کی اِن حرکتوں کو اِنشاء اللہ کھولیں گے۔

یہ سب کچھ ذکر کر کے ہم نے بہت رعایت کر دی ورنہ عمار خان کو تو کچھ کہنے اَور لکھنے کا شرعی حق نہیں ہے کیونکہ جو کچھ اُنہوں نے کیا ہے اَور جو کچھ وہ کر رہے ہیں اَور جو مزید وہ کرنا چاہتے ہیں اُن سب کا حاصل دینِ اِسلام کو اپنی رائے کے مطابق نئی شکل دینا ہے، یہ غرض فاسد ہے۔

مولانا زاہد الراشدی صاحب اِن سب باتوں سے یقیناً واقف ہوں گے کیونکہ سمجھ بوجھ والے آدمی ہیں پھر بھی وہ جہاں دُوسروں کا علمی دباؤ محسوس کرتے ہیں، عمار خان کے دِفاع میں آجاتے ہیں اَور حق بات کہنے کے فریضے کو ترک کر دیتے ہیں۔

عمار خان کی اہلِ حق پر طعنہ زنی :

جو لوگ واقعی حق کے طالب ہوتے ہیں اُن کو اَگر اہلِ علم اَور اہلِ حق سے کچھ اِختلاف بھی ہو جائے تو وہ اُن کی علمیت کا اِعتراف کرتے ہیں اَور اَپنے اِختلاف کو اِشکال کے دَرجے میں رکھتے ہیں اَور اُن پر طنز و طعنہ زنی نہیں کرتے۔ لیکن غامدی اَور عمار خان ایسا اِلتزام نہیں کرتے کہ حق کو ضرور مانیں گے بلکہ اَدب و اِحترام کی رعایت بھی نہیں کرتے۔

جاوید غامدی کی طعنہ زنی :

وہ لکھتے ہیں :

i۔ ''اِس لحاظ سے دیکھا جائے تو اللہ کی ہدایت یعنی اِسلام کے مقابلے میں تصوف وہ عالمگیر ضلالت ہے جس نے دُنیا کے ذہین ترین لوگوں کو متاثر کیا ہے۔''

(برہان : ص 156)

ii۔ فقیہانِ کرام اِس بات پر متفق ہیں کہ لڑکیوں کے حصے بہر صورت پورے ترکے میں سے دیے جائیں گے۔ اِن حضرات کی یہی غلطی ہے جس کی وجہ سے اِنہیں عول کا وہ عجیب و غریب قاعدہ اِیجاد کرنا پڑا ہے جس کو ماہرینِ فقہ و قانون کی بوالعجبیوں میں قیامت تک بلند ترین مقام حاصل رہے گا۔ کسی شخص نے کبھی علمی دُنیا کے اعجوبوں کی تاریخ مرتب کرنا شروع کی تو ہمیں یقین ہے کہ ہمارے علم میراث کی یہ یادگار اُس میں سرِ فہرست ہوگی۔ حیرت ہوتی ہے کہ اُسلوبِ بیان کی نزاکتوں کو سمجھنے اَور آیات پر غور و تدبر کرنے کے بجائے اِن حضرات نے یہ چیستان اللہ تعالیٰ سے منسوب کر دیا ہے اَور اِس کی دَریافت کا سہرا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سر باندھا ہے۔'' (میزان : ص 50، نیا اَیڈیشن)

عمار خان کے طنز :

وہ لکھتے ہیں :

i۔ ''اِس ضمن میں فقہی ذخیرے اَور بالخصوص فقہ حنفی کی بعض جزئیات بدیہی طور پر شریعت کے منشاء اَور عدل و اِنصاف کے تقاضوں کے منافی دِکھائی دیتی ہیں۔''

(حدود و تعزیرات : ص 65)

ii۔ ''(فقہاء کی) یہ جزرسی غالبًا کسی دَاد کی محتاج نہیں ہے۔''

عمار خان کی جاوید غامدی سے عقیدت :

اَور عمار خان کی نظر میں جاوید غامدی کے فقہی اِفادات کیا حیثیت رکھتے ہیں اِس کو پڑھ لیجئے۔ داڑھی سے متعلق عمار خان لکھتے ہیں :

''دین میں داڑھی کی حیثیت کے بارے میں اُستاذ گرامی جناب جاوید اَحمد غامدی کے دو قول ہیں۔ قولِ جدید کے مطابق یہ اُن کے نزدیک کوئی دینی نوعیت رکھنے والی

چیز نہیں جبکہ قولِ قدیم یہ ہے کہ اِسے دین کے ایک شعار اَور اَنبیاء کی سنت کی حیثیت حاصل ہے۔''(براہین : ص702)

عمار خان پہلا اَور دُوسرا یا نیا اَور پرانا بھی کہہ سکتے تھے لیکن اُنہوں نے ''قولِ قدیم'' اَور ''قولِ جدید'' کی تعبیر کو اِختیار کیا ہے جو اِمام شافعی رحمہ اللہ کے ساتھ معروف ہے۔ معروف بھی عرف سے ہے، عمار خان عرف ورواج کی اہمیت کو سمجھتے ہیں اِس لیے ہم کہتے ہیں ع

گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی

❀ ❀ ❀

مجموعہ مقالاتِ حامدیہ

قرآنیات

عالمِ ربانی محدثِ کبیر

حضرت مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بانی جامعہ مدنیہ جدید و خانقاہِ حامدیہ

و اَمیر مرکزیہ جمعیت علمائے اِسلام

نظرِ ثانی وعنوانات

شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب مدظلہم

باہتمام

خانقاہِ حامدیہ ۱۹رکلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور

حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ کے ''مجموعہ مقالاتِ حامدیہ'' کا پہلا حصہ جو ''قرآنیات'' سے متعلق ہے شائع ہو کر مارکیٹ میں آچکا ہے، رعایتی قیمت : ۸۰ روپے

(رابطہ نمبر : 0333-4249-302)